ABSAAR Monthly Malegaon
Post L.No.MGN/208/2017-2019 RNI NO.MAHURD/2016/69826

حق و صداقت کا روشن اشاریہ

ماہنامہ
ابصار
مالیگاؤں

مدیر: حافظ جلال الدین قاسمی

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ ۘ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ٥

جلد نمبر:۱ شمارہ نمبر:۱۲ شوال المکرم ۱۴۳۸ھ جولائی ۲۰۱۷ صفحات:۸ قیمت:۵روپیہ

Vol No.1 Issue No.12 July 2017 Pages:8 Price:5/-

اونٹ (جَمَل) اور قرآن

إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ (٠) (سورۃ الأعراف:)

ترجمہ: بے شک جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان سے اکڑ کر بیٹھ گئے نہ تو ان کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ سوئی کے ناکہ میں اونٹ گھس جائے اور ہم مجرموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

یہ تمثیل تعلیق بالمحال کی قبیل سے ہے اور تعلیق بالمحال کا مطلب ہے کسی چیز کو ایسی چیز کے ساتھ مشروط کر دینا جو ناممکن ہو۔ یعنی جس طرح اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا ناممکن ہے۔ ویسے ہی شیطان سیرت آدمیوں کا جنت میں داخل ہونا ناممکن ہے اور جنت میں داخلہ تو دور کی بات ہے ایسے لوگوں کی روح کو جب فرشتے لے کر آسمان کی طرف جاتے ہیں تو آسمان کا دروازہ ہی نہیں کھولا جاتا جبکہ نیک لوگوں کا شاندار استقبال کیا جاتا ہے۔ بدکار لوگوں کی روح کو وہیں سے نیچے پھینک دیا جاتا ہے اور قبر کے امتحان میں ناکامی کے بعد اسے سجین میں قید کر دیا جاتا ہے۔

وَلَجَ کے معنی کسی تنگ جگہ میں داخل ہونا، گھسنا یا گھسنے کی کوشش کرنا ہے جیسے تلوار کا میان میں یا بارش کے پانی کا زمین میں داخل ہونا ہے اور اولج کے معنی کسی چیز کو تنگ جگہ میں داخل کرنا یا گھسیڑنا ہے۔

امام رازی نے یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ مذکورہ بالا آیت میں جمل کا لفظ اس لئے استعمال ہوا ہے کیونکہ عرب کے عُرف میں ضَخامت کے عتبار سے سب سے بڑا جانور یہی ہے۔ اور سب سے چھوٹا سوراخ سوئی کا ناکہ ہی مانا جاتا ہے۔ مختلف رسیوں کو بٹ کر جو ایک موٹی رسّی تیار کی جاتی ہے اس کو بھی عربی میں جمل کہا جاتا ہے۔ یہ قول عبد اللہ ابن عباس کی طرف منسوب ہے۔ اور ناکے کے اعتبار سے یہ معنی 'زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ایک عربی شاعر نے قرآن کی اس تشبیہ کو اپنے ایک شعر میں استعمال کیا ہے۔ ولو انَّ ما بی مِن جَوی وَ صَبابة ۔ علی جَمَل لم یَدخُل النارَ کافِرُ۔ یہ جناب کہتے ہیں کہ جو عشق مجھے ہوا ہے وہ اگر کسی اونٹ کو ہو جائے تو وہ اتنا دُبلا پتلا اور نَحیف و نزار ہو جائے گا کہ وہ سوئی کے ناکے میں سے نِکل جائے گا۔ اور جب وہ سوئی کے ناکے میں سے نکل جائے گا تو اللہ کے تمام نافرمان جنت میں چلے جائیں گے۔ غور فرمایئے کہ یہ حضرت کتنی دور کی کوڑی لائے ہیں کہ جو عشق و محبت مجھے لاحق ہے وہ اگر کسی اونٹ کو ہو جائے تو کوئی اللہ کا نافرمان جہنم میں نہیں جائے گا۔

إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ (۳۲) كَأَنَّهُ جِمَالَتٌ صُفْرٌ (۳۳) (سورۃ المرسلات:)

ترجمہ: وہ (اتنے بڑے بڑے) شرارے پھینکے گی جیسے محل۔ (جو اچھلتے ہوتے ہوئے یوں محسوس ہوں گے) گویا وہ زرد اونٹ ہیں۔

آیاتِ مذکورہ میں جہنم کی چنگاریوں کو محل اور زرد اونٹوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ امام رازی نے لکھا ہے کہ عبد اللہ ابنِ عباس نے تفسیر کی ہے کہ یہ تشبیہ ملکِ عَرب کے تناظر میں وارِد ہوئی ہے کہ عربوں کے محل سائز کے اعتبار سے چھوٹے چھوٹے خیموں کے مانند ہوتے ہیں۔ تو مطلب یہ ہوا کہ جب وہ شرارے شروع ہوتے ہیں تو محلون کی طرح اونچے اونچے ہوتے ہیں۔ اور جب وہ بکھرتے ہیں تو ان کے مختلف ٹکڑے زرد زرد اونٹوں کے مانند ہو جاتے ہیں۔ جہنم کے شراروں کو زرد اونٹوں سے تشبیہ دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ عربوں کا محاوَرہ ہے "کُلُ الجَمالِ فی مِلکِ الجِمال ۔ وَتَمامُ النِعَمِ بِمِلکِ النُعَم" کہ تمام خوبصورتی اونٹوں کی ملکیت میں ہے۔ اور تمام نعمتیں اونٹوں کی ملکیت میں ہیں۔ یعنی جہنمیوں سے یہ کہا جائے گا کہ تم دین کو فراموش کر کے دُنیا کی کرامت اور نعمت اور جمال چاہتے تھے۔ تو یہ شرارے وہی جَمال (خوبصورتی) ہیں جو جِمال (اونٹوں) کی طرح ہیں۔

جَمَل یعنی اونٹ ایک مشہور و معروف جانور ہے۔ اس کی مادّہ کو "ناقہ "یعنی اونٹنی کہا جاتا ہے۔ اس کی جمع "جِمال، اَجمال، جَمائِل اور جِمالة" آتی ہے۔ جَمَل کی کُنیّت "ابوایوب اور ابو صفوان" ہے۔

قرآن کریم میں اونٹ کے ۱۳ مختلف نام: قرآن کریم میں اونٹ کے ۱۳ مختلف نام آئے ہیں۔ یہ تیرہ نام اور ان کے معانی مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) اِبل: یہ واحد اور جمع دونوں معنوں میں اونٹ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں یہ لفظ دو جگہ استعمال ہوا ہے۔ سورۃ الانعام آیت ۱۴۴ اور سورۃ الغاشیہ آیت ۱۷۔ یہ لفظ لُغت میں بادل کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

(2) بحیرہ: اہل عرب بحیرہ اس جانور یا اونٹنی کو کہتے ہیں جو پانچ مرتبہ جن چکی ہو اور آخری بار اس نے نر بچہ جنا ہو۔ اس اونٹنی کے کان چیر کر کھلا چھوڑ دیا جاتا تھا۔ یہ ان کے بتوں کے نام پر ہوتی تھی۔ اس لئے اس کا دودھ، گوشت اور اون وغیرہ استعمال نہیں کرتے تھے۔ اور نہ کوئی اس پر سواری کرتا تھا۔ اس کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ المائدہ میں ۱۰۳ ویں آیت میں آیا ہے اور ایک ہی مرتبہ ذکر آیا ہے۔

(3) بُدن: یہ لفظ بھی قرآن کریم میں ایک ہی مرتبہ سورۃ الحج کی ۳۶ ویں آیت میں آیا ہے۔ عرب میں بُدن ایسے اونٹ یا جانور کے لئے استعمال ہوتا ہے جو قربانی کے لئے بیت اللہ لے جائے جاتے ہیں۔

(4) بعیر: یہ لفظ قرآن کریم کی سورۃ یوسف میں دو مرتبہ آیا ہے۔ عربی میں بعیر ان اونٹوں کے لئے بولا جاتا، جو باربرداری کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ یہ لفظ بھی واحد اور جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ سورۃ یوسف کی آیات ۶۵ اور ۷۲ میں اس کا ذکر موجود ہے۔

(5) جمل: اس کا ذکر عربی زبان میں عموماً اونٹ کے لئے استعمال ہوتا ہے اور ضرب المثل کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ سورۃ الاعراف میں یہ لفظ ضرب المثل ہی کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ (سورۃ الاعراف آیت ۴)

(6) جِمٰلت: یہ لفظ جمل کی جمع ہے۔ سورۃ المرسلٰت میں تشبیہ کے طور پر دوزک کی آگ کی لپٹ کے لئے استعمال ہوا ہے۔

(7) حام: یہ لفظ بی سورۃ المائدہ کی ۱۰۳ ویں آیت میں استعمال ہوا ہے۔ اہل عرب حام اس اونٹ کے لئے استعمال کرتے تھے، جس کا پوتا سواری دینے کے قابل ہو جاتا۔ یا جس اونٹ

کے نطفے سے دس بچے پیدا ہو جاتے، اس قسم کے بوڑھے اونٹوں کو معبود کے نام پر کھلا چھوڑ دیا جاتا تھا۔

(8) رِکاب: اس کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ الحشر آیت ۲ میں استعمال ہوا ہے۔ یہ لفظ ایسے اونٹوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، جو سواری کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

(9) سائبہ: یہ لفظ بھی سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۱۰۳ میں بحیرہ اور حام کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ اہل عرب سائبہ ایسی اونٹنی کو کہتے ہیں، جو کسی منت کے پورا ہونے، بیماری سے شفا پانے یا کسی خطرے سے بچ جانے پر شکرانے کے طور معبودوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا۔ یہ لفظ ایسی اونٹنی کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، جس نے دس مرتبہ بچے جنے ہوں اور ہر بار مادہ ہی جنی ہو۔ یہ لفظ بھی سورۃ المائدہ کی ۱۰۳ آیت میں آیا ہے۔

(10) ضامِر: یہ لفظ سورۃ الحج کی آیت نمبر ۲ میں استعمال ہوا ہے۔ ضامر عربی زبان میں کمزور سواری کے جانور یا اونٹ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں بھی اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔

(11) عِشار: قرآن کریم کی سورۃ التکویر کی آیت نمبر ۴ میں استعمال ہوا ہے۔ عِشار جمع کا صیغہ ہے۔ اس کا واحد عشراء ہے۔ یہ لفظ عربی میں دس ماہ کی حاملہ اونٹنیوں کے لئے رائج ہے اور جمع ہی کے لئے استعمال ہوا ہے۔

(12) ناقہ: اس کا ذکر قرآن کریم میں سات مرتبہ مختلف سورتوں میں ہوا ہے۔ اس سورتوں کے نام اور حوالے بالترتیب یہ ہیں: **سورۃ الاعراف ۷۳، سورۃ الاعراف ۷۷، سورۃ الھود ٦٤، سورۃ بنی اسرائیل ۵۹، سورۃ الشعرا ۲۱، سورۃ القمر ۲، سورۃ الشمس**

(13) ہیم: اس کا ذکر سورۃ الواقعہ آیت ۵۵ میں دوزخیوں کے پانی پینے کی حالت کو پیاسے اونٹ سے تشبیہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ ہیمہ عربی زبان میں اس اونٹ کو کہتے ہیں جس کو ہیانہ، یعنی ایک خاص بیماری لاحق ہو۔ جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اونٹ پانی پیتا ہی چلا جاتا ہے ۔ مگر اس کی پیاس نہیں بجھتی۔ اس بیماری کو استسقاء بھی کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں دوزخیوں کے لئے فرمایا گیا ہے "کہ پس وہ کھولتا ہوا پانی جسے تم پیاس کی بیماری والے اونٹ کی طرح پیوء گے" (سورۃ الواقعہ ۸۸)

اونٹ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ پیچھے کی جانِب پیشاب کرتا ہے۔ یہ بھاری بوجھ لاد کر بلا تکلف اُٹھ جاتا ہے اور بیٹھ بھی جاتا ہے۔ اس کی فرمانبرداری کا عالَم یہ ہے کہ ایک چوہیا بھی اس کی نکیل پکڑ کر جہاں لے جانا چاہے لے جاسکتی ہے۔ اور اس کی پشت پر اتنی وُسعَت ہوتی ہے کہ انسان مع ساز و سامان سوار ہو سکتا ہے۔ اور اس کو ایسا لگے گا کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھا ہے۔ قرآن نے اس کی غرابَت (عجیب ہونے) کے بارے میں اس طرح اشارہ فرمایا ہے۔ أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ () وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ () وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ () وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ (٠) (سورۃ الغاشیۃ:)

ترجمہ: توکیا وہ دیکھتے نہیں کہ اونٹ کس عجیب و غریب طریقے سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور آسمان کو کہ کیسا بلند کیا گیا ہے؟ اور پہاڑ کہ کس طرح گاڑ دیئے گئے ہیں۔ اور زمین کہ وہ کیسے بچھائی گئی ہے۔ سورۂ غاشیہ کی ان چار آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنی چار بڑی نشانیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ آسمان، پہاڑوں اور زمین جیسی نشانیوں کو بعد میں بیان فرمایا۔ اور اونٹ کو ان نشانیوں پر مقدم کیا۔ بظاہر آسمان، پہاڑوں اور زمین کے ساتھ اونٹ کا ذکر اور وہ بھی اس اہمیت کے ساتھ اس سے پہلے "کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے" کہہ کر اس میں غور و فکر کی دعوت دی ہے۔ گویا اس بات پر توجہ کرنے کا حکم ہے کہ اونٹ کا ذکر ہم نے یہاں بے وجہ نہیں کیا۔ جب اس پر غور کروگے تو دوسری نشانیوں کے ساتھ اس میں بھی تمہیں عجیب دلائل قدرت نظر آئیں گے۔

اونٹ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ پانی پر صبر کرنے کی زبَردَست قوت کا مالِک ہے۔ چُنانچہ سَفَر میں اُسے دَس دن بھی پانی نہ ملے تو بھی وہ صبر کرتا ہے۔ اونٹ کی کوہان بھی ایک منفرد چیز ہے۔ دوسرے جانوروں مثلاً گائے بھینس وغیرہ میں کوہان جسم کے اگلے حصے میں ہوتی ہے۔ جب کہ اس کی کوہان پیٹھ کے وسط میں ہوتی ہے۔ اونٹ کا کوہان چربی سے بنتا ہے جو اس کو خوراک نہ ملنے کی صورت میں غذا فراہم کرتا ہے۔ اس قدرتی نظام کے ساتھ یہ تین ہفتوں تک پانی کے بغیر زندہ رہ سکتا ہے۔ مگر اتنے عرصے میں اس کا وزن ۳۳ فی صد کم ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس انسان کو اگر غذا اور پانی نہ ملے تو وہ اپنا ۱۸ فیصد وزن کھونے کے ساتھ ۳۶ گھنٹوں میں موت کے منہ میں پہنچ جاتا ہے کیوں کہ اس عرصے میں اس کے جسم کا سارا پانی ختم ہو جاتا ہے۔

اونٹ کی جلد اُون جیسے گھنے اور گچھے دار بالوں سے بنتی ہے جو اس جانور کو سخت سردی اور جلا دینے والی گرمی سے محفوظ رکھتی ہے اور اسے پانی کی کمی سے بچاتی ہے۔ اونٹ کے پانی پینے کی رفتار اور مقدار بھی حیرت انگیز ہے۔ وہ اپنے جسمانی وزن کے تہائی حصے کے برابر پانی پی لیتا ہے۔ اس کے پانی پینے کی رفتار دس سے ستائیس لیٹر فی منٹ ہوتی ہے۔ قدرت نے اونٹ کی پلکوں میں ایسا نظام رکھا ہے کہ جیسے ہی خطرے کا پتا چلتا ہے تو خود بخود اس کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں تاکہ مٹی کے ذرات اس کی آنکھوں کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اونٹ کی لمبی گردن پتوں کو خوراک بنانے کے لئے زمین سے ۳ میٹر بلندی تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ ہر ایسی گھاس پھوس کو کھالیتا ہے جسے عُموماً دوسرے جانور نہیں کھاتے۔ ماہرینِ حیوانات نے لکھا ہے کہ جس وقت اونٹ غصے میں آتا ہے تو وہ کسی کو خاطر میں نہیں لاتا ہے۔ ایسی حالت میں اونٹ انتہائی بَد خُلق ہو جاتا ہے، اس کے منہ سے جھاگ نکلنے لگتی ہے اور بِلبِلانے لگتا ہے اور ایسی حاکت میں وہ چارا بھی کم کھاتا ہے۔

اونٹ کی عادت یہ ہے کہ وہ سال بھر میں ایک بار جُفتی کرتا ہے۔ یہ ایسا عجیب جانور ہے جس میں پِتّہ نہیں ہوتا۔ اسی لئے شاید اس میں صبر و تحمُّل کی بے پَناہ قوت ہوتی ہے۔ اُس کے جِگر میں ایک ایسی چیز پائی جاتی ہے جو پِتّے کے مانِند ہوتی ہے۔ اونٹ کی ایک خصوصیت اور بھی ہے کہ وہ بَبول جیسے کانٹے دار درختوں کے پتّوں کو بھی مزے لے لے کر کھاتا ہے اور اسے ہضم کرنے میں اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی کیوں کہ اس کی زبان کی مضبوطی خاردار چیزوں کو چبانے اور ہضم کرنے میں مدد دیتی ہے۔ اونٹ کا پیشاب نشّے میں مُبتَلا شخص پی لے تو اُسی وقت اس کا نشّہ اُتر جاتا ہے۔ گرمی میں ریگستان کی آگ کی تپتی ہوئی ریت میں ربڑ کے ٹائر جواب دے جاتے ہیں، وہاں صرف یہ صحرائی جہاز ہی اپنا سفر بھی جاری رکھتا ہے اور اپنی زندگی بھی قائم رکھتا ہے اور دنیا کو یہ پیغام دیتا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر پیدا کیا ہے اور میرے اندر غور کرنے والوں کے لیے حق تعالیٰ شانہ کی قدرت کے عجیب نمونے ہیں۔

عن جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَأَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ قَالَ إِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّأْ وَإِنْ شِئْتَ فَلَا تَوَضَّأْ قَالَ أَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ قَالَ نَعَمْ فَتَوَضَّأْ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ قَالَ أُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ نَعَمْ قَالَ أُصَلِّي فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ قَالَ لَا

(مسلم كِتَاب الْحَيْضِ بَاب الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ)

ترجمہ: جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پوچھا کیا میں بکری کا گوشت کھانے سے وضو کروں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اگر تو چاہے تو وضو کر اور اگر نہ چاہے تو نہ کر اس نے کہا کیا میں اونٹ کا گوشت کھانے پر وضو کروں تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہاں اونٹ کا گوشت کھانے پر وضو کر پھر اس نے کہا کیا میں بکریوں کے باڑے میں نماز ادا کروں فرمایا ہاں اس نے کہا کیا میں اونٹوں کے بیٹھنے کے مقام میں نماز ادا کروں فرمایا نہیں۔

اونٹ کے گوشت پر وُضو کی حِکمت: بعض اہل علم نے اونٹ کے گوشت سے وضو کی یہ حکمت بیان کی ہے کہ اونٹ کے مزاج میں تیزی، حدت اور غصہ ہے اور انسانی اعصاب میں ہیجان پیدا کرتا ہے جبکہ وضو انسانی اعصاب میں تسکین پیدا کرتا ہے۔ یا اونٹ میں شیطانیت ہے لہذا شریعت نے اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کا حکم دیا ہے۔

آخر میں حدیث عرینہ کی وضاحت بھی ضروری ہے۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ أُنَاسٌ مِنْ عُكْلٍ أَوْ عُرَيْنَةَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ وَأَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَانْطَلَقُوا فَلَمَّا صَحُّوا قَتَلُوا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ فَجَاءَ الْخَبَرُ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ فَلَمَّا ارْتَفَعَ النَّهَارُ جِيءَ بِهِمْ فَأَمَرَ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسُمِرَتْ أَعْيُنُهُمْ وَأُلْقُوا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَلَا يُسْقَوْنَ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ فَهَؤُلَاءِ سَرَقُوا وَقَتَلُوا وَكَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ۔

حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ قبیلہ عرینہ کے کچھ لوگ مدینہ منورہ آکر مسلمان ہوئے اور وہیں رہنے لگے۔ وہ لوگ وہاں بیمار ہوگئے۔ ایک روایت کے ے مطابق ان کے رنگ، زرد پڑ گئے اور پیٹ بڑھ گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اگر تم ہمارے اونٹوں میں جاکر رہو اور ان کے دودھ پیو اور (دوا کے طور پر) پیشاب کو استعمال کرو تو تمہاری صحت درست ہو جائے گی"۔

اس حدیث کی بنیاد پر آنحضرت ﷺ کی ذات مقدس پر رکیک اور نا قابل برداشت حملے کیے گئے۔ بعض لوگوں نے تو حدیث ہی سے انکار کر دیا۔ بعض نے اس کو پیشاب کے بجائے وہ دودھ قرار دیا جو حیوان بچہ جننے کے بعد دیتا ہے اور کچھ لوگوں نے اس حدیث سے پہلو تہی کرنے کو ہی بہتر سمجھا۔ لیکن حدیث میں پیشاب کا لفظ ہے اور کسی تاویل کا محتاج نہیں۔

اب طبی تحقیقات کے نتیجے میں اونٹ کے پیشاب سے دنیا کو کینسر کی ایک مؤثر دوا بھی حاصل ہوئی اور جگر کے کینسر کے لیے تو اس کو ایک اکسیری نسخے کی حیثیت حاصل ہے۔ جو لوگ خنزیر جیسے غلیظ جانور کا گوشت، چربی اور دوسرے ناپاک اجزا استعمال کرتے ہیں، یہ حدیث ان کا منہ بند کرنے کے لیے کافی ہے۔ کیمسٹری فارمولہ کے مطابق اونٹنی کا پیشاب اس وقت تک پیشاب رہے گا جب تک وہ دوسرے اجسام کے ساتھ نہیں ملا، جونہی اونٹنی کا پیشاب اونٹنی کے دودھ میں شامل ہوا تو پھر دونوں اجسام میں پائے جانے والے کیمیکلز سے جوری ایکشن ہوگا اس سے پیشاب نام اور مقام کھو بیٹھے گا۔ اور ایک الگ مکسچر بنے گا۔

اونٹنی کے دودھ میں "پوٹاشیم" بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ پروٹین، آئرن، فیٹ، پانی، فاسفورس، کیلشیم، اور وٹامن سی، کیکٹوس / قدرتی مٹھاس اور ڈیوریٹک / پیشاب آور، ہوتے ہیں۔ اب دودھ کے اندر پائی جانے والے کیمیکلز اگر انہی کو سامنے رکھیں تو پیشاب کے پائے جانے والے ٹاکسنس کے اثر کو ختم کرنے کے لیئے یہی کافی ہیں۔ حافظ ابن قیمؒ نے بھی اسی حدیث کے حوالے سے اپنی کتاب زاد المعاد میں لکھا ہے کہ اونٹنی کے تازہ دودھ اور پیشاب کو ملا کر پینا بہت سے امراض کے لئے شافی دوا ہے۔

محترمہ ڈاکٹر فاتن عبد الرحمٰن خورشید کا سعودی عرب کی قابل سائنسدانوں میں ہوتا ہے۔ یہ کنگ عبد العزیز یونیورسٹی کی فیکلٹی ممبر ہونے کے علاوہ کنگ فہد سنٹر میں طبی تحقیق کے لیے قائم کردہ Tissues Culture Unit کی صدر ہیں۔ وہ میڈیکل ڈاکٹر تو نہیں ہیں تاہم اسی حدیث سے متاثر ہو کر انہوں نے اس پر تحقیقی کام کیا اور اونٹنی کے دودھ اور پیشاب کو ملا کر کینسر سے متاثرہ افراد کو پلایا۔ انہوں نے لیب کے اندر اپنے ان تجربات اور ریسرچ کو سات سال تک جاری رکھا اور معلوم کیا کہ کہ اونٹ کے پیشاب میں موجود نانو ذرات کامیابی کے ساتھ کینسر کے خلیات پر حملہ آور ہوتے ہیں اور اس دوا کا معیار انٹرنیشنل کینسر انسٹیٹیوٹ کی شرائط کو پورا کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کو کیپسول اور سیرپ کی شکل میں مریضوں کو استعمال کروایا ہے اور اس کا کوئی نقصان دہ سائیڈ ایفیکٹ بھی نہیں ہے۔ محترمہ ڈاکٹر خورشید صاحبہ کا کہنا ہے کہ وہ اونٹنی کے دودھ اور پیشاب کو مخصوص مقداروں میں ملا کر مزید تجربات کے ذریعے اپنی دوا کو بہتر بنانے کے لیے کوشاں ہیں اور اپنی توجہ اس جانب مرکوز کیے ہوئے ہیں کہ اسی دوا سے کینسر کی بعض مخصوص اقسام جیسے پھیپھڑوں کے کینسر، خون کے کینسر، بڑی آنت کے کینسر، دماغ کے ٹیومر اور چھاتی کے کینسر کا علاج تسلی بخش طریقے سے کیا جا سکے۔--------- ختم شد

مسلمانانِ عالم کے موجودہ حالات اور قرآن کی ایک اہم تعلیم

تحریر: عبد الغفار سلفی، بنارس

آج دنیا بھر میں مسلم امت پر جو ضعف واضمحلال طاری ہے، جس شکست خوردگی کے مرحلے سے پوری امت دوچار ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ حالات یہ ہو چکے ہیں کہ امت مسلمہ اپنے جان ومال اور عزت ووقار کے تحفظ کے لیے دوسروں کے رحم وکرم کی محتاج ہوتی جارہی ہے۔ اپنے حق میں دو لفظ بھی بولنا جرم بنتا جارہا ہے۔ وطن عزیز کے حالات بھی دگرگوں ہے۔ فرقہ پرستوں کی چاندی ہے۔ عام مسلمان ان حالات میں سفر کرنے سے بھی کترا رہے ہیں۔ مجرمین اور مفسدین کو حکمرانوں کی پشت پناہی حاصل ہے۔ عدلیہ کا اعتماد بھی مجروح ہوتا جارہا ہے۔ ان حالات میں سوال یہ ہے کہ مسلمان کیا کریں؟ کیا ہمارے مسائل کا حل جوشیلی تقریروں اور احتجاجی جلسوں میں ہے؟ کیا چیخنے چلانے سے ہماری مصیبتیں کچھ کم ہونے والی ہیں؟ یا پھر دعائیں کرنے بھر سے اللہ ہمارے سارے دکھ اور پریشانیاں دور کر دے گا؟ اگر ایسا ہوتا تو پیغمبر عالم صلوات اللہ علیہ کو کیا ضرورت تھی تین سو تیرہ فداکاروں کو لے کر بدر کے میدان میں جانے کی، گھر بیٹھے رہتے، دعائیں کرتے اللہ فتح ونصرت اتار دیتا.. ظاہر ہے کہ مسائل کے حل کا ہمارا یہ طریق کار بھی غلط اور نبوی تعلیمات کے خلاف ہے۔ آیئے قرآن حکیم کی ایک آیت کی روشنی میں ان حالات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں. سورہ انفال کی آیت نمبر ٦٠ میں اللہ فرماتا ہے:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۗ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ

تم ان کے مقابلے کے لئے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری رکھو اور گھوڑوں کو بھی باندھ کر رکھو تاکہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو اور ان کے سوا اوروں کو بھی، جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انھیں خوب جان رہا ہے۔ جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں تم صرف کروگے وہ تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلا حکم یہ دیا ہے کہ دشمنوں کے مقابلے میں ہمارے پاس قوت ہونی چاہیے۔ قوت میں وہ تمام چیزیں آگئیں جن سے کوئی قوم ایک طاقتور قوم بنتی ہے خواہ وہ قوت عقلی ہو، بدنی ہو یا پھر دشمن سے اپنا دفاع کرنے کے جدید آلات ووسائل ہوں۔ پھر اس کے بعد گھوڑوں کو باندھ کر رکھنے کا حکم دیا گیا۔ علامہ عبد الرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: گھوڑوں کو باندھنے کے حکم کی علت جو اس زمانے میں موجود تھی وہ تھی دشمنوں کے دل میں ہیبت طاری کرنا، اور کسی بھی حکم کا دارومدار اس کی علت پر ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی چیز ایسی ہو کہ دشمن اس سے اور زیادہ خوف زدہ ہوتے ہوں جیسے بری اور بحری جنگی بیڑے جن کو آج کے دور میں لڑائی کے لیے تیار کر کے رکھا جاتا ہے تو پھر اس حکم میں ان چیزوں کو بھی تیار کرنا اور ان کے حصول کی کوشش کرنا شامل ہے۔ حتیٰ کہ اگر ان چیزوں کے حصول کے لیے کوئی صنعت اور ہنر سیکھنا پڑے تو اسے بھی سیکھنا ضروری ہے کیونکہ کسی ضروری اور واجب چیز کو پورا کرنے کے لیے جو چیزیں ضروری ہوتی ہیں وہ بھی واجب ہی ہوتی ہیں۔

قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ دشمن کے دل پر ہیبت طاری کرنے کے لیے ہمارا لمبی چوڑی باتیں کرنا بالکل بھی سود مند نہیں ہے، اس کے لیے ہمیں اپنی دفاعی طاقت کو مضبوط بنانا ہوگا، زمانے کے تقاضوں کے مطابق ان تمام چیزوں سے لیس ہونا ہوگا جو قوت اور طاقت کے زمرے میں آتی ہیں۔

آج امت مسلمہ کی مظلومیت کا بہت بڑا سبب اس کی پسماندگی اور زمانے کے تقاضوں سے بے خبر رہنا بھی ہے۔ روحانی اعتبار سے تو ہم کمزور ہیں ہی مادی اعتبار سے بھی ہم کسی شمار میں نہیں ہے۔ ہم اگر کہیں خوش حال ہیں بھی تو اپنی عیش پسندی اور آرام طلبی کے لیے جانے جاتے ہیں. قرآن حکیم کی آیت ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ ہم رونا پیٹنا بند کر کے خاموشی کے ساتھ اپنی قوت کے سامان فراہم کریں، خود کو مضبوط بنائیں دشمن کے دلوں پر خود بخود ہماری ہیبت بیٹھ جائے گی، لوگ اس امت کے کسی فرد پر ہاتھ اٹھانے سے پہلے ہزار بار سوچیں گے۔ دشمن ہماری باتوں سے نہیں ہماری اجتماعیت اور قوت سے ڈرے گا----------

اداریہ — میڈیا (وسائلِ اِعلام) کی ذمہ داریاں اور قرآن

حافظ جلال الدین القاسمی

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ۔۔۔(۲۷)(سورۃ المائدۃ:۵)

ترجمہ:(اے ہمارے رسول) آپ ان کے سامنے آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ حق کے ساتھ بیان کر دیجئے۔ آیت میں لفظ "بِالْحَقِّ" لاکر کے یہ بتایا گیا کہ میڈیا کو حقیقت پسند اور حقیقت بیاں ہونا چاہیے۔ جھوٹ، الزام تراشی، افتراء پردازی، جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنانا، ساری باتیں "بِالْحَقِّ" کے خلاف ہیں۔

ایک دوسری آیت يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ(۶) سورۃ الحجرات:۴۹) کے اندر یہ بیان کیا گیا کہ اے ایمان والو اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی سے کسی قوم کو تم کوئی نقصان پہونچا بیٹھو جس سے تمہیں اپنے کئے پر پچھتانا پڑے۔ آیتِ مذکورہ سے یہ معلوم ہوا کہ میڈیا کو چاہیے کہ کوئی بھی خبر لوگوں تک پہونچانے سے پہلے اسے غربالِ تحقیق میں چھان کر صَفا و کَدِر کو الگ الگ کر لے، تاکہ اسے کشتِ جہالت میں دانہ ندامت بونے کی نوبت نہ آئے۔ ایک اور آیت۔۔لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا(۶۰)(سورۃ الأحزاب:۳۳) یہ آیت بتاتی ہے کہ شہر اور مُلک میں افواہیں پھیلانے سے گریز کرنا چاہیے۔ اور اگر کچھ مفاد پرست اور خود غَرض لوگ اپنے ذاتی مَفادات کے لئے افواہیں پھیلا رہے ہوں تو میڈیا کو اس کا سختی سے نوٹس لینا چاہیے اور اس کے تدارُک کے لئے اُسے ہَر ممکنہ ذریعہ استعمال کرنا چاہیے۔

ایک اور آیت يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ(۸)(سورۃ المائدۃ:۵) اس آیت میں تین اَہم باتیں بیان کی گئی ہیں۔ آیت میں ایک لفظ قَوَّامِينَ ہے اور قَوَّامِ کا مطلب "مُحافِظ اور ذِمَّہ دار" ہوتا ہے جس سے اشارہ مِلتا ہے کہ میڈیا کو انتہائی ذِمہ دار رہونا چاہیے۔ یعنی کسی بات کو بیان کرنے سے پہلے اس کا جامع اور ایماندارانہ جائزہ لے اس کے بعد اسے لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ دوسرا لفظ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ہے جس کا مطلب ہے "انصاف کی گَواہی دینے والے"، جس سے اشارہ ملتا ہے کہ میڈیا کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ جو بات وہ پیش کر رہا ہے وہ انصاف اور توازُن پر مبنی ہے۔ کسی لالچ یا دَباؤ میں آکر کے میڈیا کو حَق و انصاف کا دامَن کبھی نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اور کَج بحثیوں پر اپنی اِنَرجی ضائع نہ کرے اور ہر بات میں شفَّافیت کا لحاظ رکھے۔ زَبان کہیں بھی سَرکَش اور قَلم کہیں آوارہ نہ ہونے پائے۔ تیسرا لفظ شَنَآنُ قَوْمٍ ہے۔ شَنَآنُ کا مطلب "دشمنی اور عداوَت" ہے۔ اس سے یہ تاکید ملتی ہے کہ دشمن کے بارے میں بھی کوئی بات کہے تو اعتدال کا دامَن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ بہ الفاظِ دیگر میڈیا کو تنگ نَظر، جانِب دار، ڈرپوک، خود غَرض، بِکاؤ، مفاد پَرَست اور حریصِ سیم و زَر نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ ان تمام بُرے اوصاف سے متَّصِف، عدل و انصاف کی راہ سے ہٹ جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

نکاتِ قرآنیہ

حافظ جلال الدین القاسمی

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (۱) فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (۲) إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ (۳)(سورۃ الکوثر:۱۰۸)

ترجمہ:"(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دیا۔ پس تم اپنے رب ہی کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ تمہارا دشمن ہی جڑ کٹا ہے"۔ نبی کریم ﷺ کی اولاد کے انتقال پر کفارِ مکہ یہ کہنے لگے کہ چلو ان کا سلسلہ منقطع ہوا۔ یہ ابتر ہوگئے۔ اب انکا کوئی نام لیوا باقی نہ رہے گا۔ تو اللہ نے آپ کے رنج و ملال کو دور کرنے کے لئے تین آیات پر مشتمل یہ سورہ کریمہ نازل فرمائی۔ أَعْطَيْنَا کہا آتینا نہیں کہا۔ کیونکہ "دینا" عام ہے، مفت یعنی بلا عوض دیا جائے یا کسی خدمت کے معاوضے میں۔ اعطاء (دینا) مُفت میں دینے کو کہتے ہیں جو کرم ہی کرم ہے۔ پھر اس کے بعد آئندہ جو خیرِ کثیر ملنا ہے اسے صیغہ ماضی سے تعبیر کیا گیا۔ گویا وہ مل ہی گیا۔ اور حرفِ کاف، مُفرَد لاکر یہ بتایا گیا کہ یہ عطیہ اللہ کے رسول کے ساتھ خاص ہے۔ کوثر یعنی خیرِ کثیر کا دیا جانا نبی ﷺ کا خاصہ ہے، جس میں حوضِ کوثَر بھی داخِل ہے۔ یعنی اُمتّیوں کو حوضِ کوثَر سے جام نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں سے ہی ملے گا۔ مُشرکین بُتوں کے لئے نماز اور قربانی کرتے تھے۔ تو نبی کو اور آپ کے واسطے سے پوری امت کو یہ حکم دیا گیا کہ یہ دونوں عبادتیں بھی اللہ کے ساتھ خاص ہونی چاہیے۔ سعادَت کے یہ دو طریقے (نماز اور قربانی) بتلا کر یہ واضح کیا گیا کہ دُنیا اور آخرت کی کامیابی صرف رسول کی اتباع ہی سے ملے گی۔ اور جو آپ سے عداوت رکھے گا وہ دُم بُریدہ ہے یعنی دُنیا میں اس کا کوئی نام لیوا باقی نہ رہے گا۔ یہاں لفظ شانَ يَشنِئُ باب ضَرَبَ يَضرِبُ سے اسمِ فاعل شانی لاکر جس کا مطلب عیب لگانے والا، توہین کرنے والا ہوتا ہے۔ اب آپ کی توہین کرنے والے اور آپ پر عیب لگانے والے اور آپ کی پاکیزہ زندگی پر انگشتِ اِعتِراض اُٹھانے والے ہوشیار ہو جائیں کہ وہ کیا کیا مصیبتیں دیکھ کر مرنے والے ہیں۔ اور دنیا میں اُن کا کوئی نام لیوا نہ رہے گا۔ حقوق کی دو قسمیں ہیں۔ نماز حقوق اللہ میں سے ہے اور قربانی حقوق العباد میں سے ہے۔

ادب اور شعر

ادب کے لُغوی معنی: ادب باب (ک) کا مصدر ہے بمعنی مؤدب ہونا، شائستہ ہونا، مہذب ہونا

ادب کے اصطلاحی معنی: ادب وہ علم ہے جس کو ملحوظ رکھ کر، انسان کلام میں لفظی اور تحریری دونوں طرح کی غلطیوں سے محفوظ رہتا ہے۔ بعض حضرات نے عربی زبان کے اشعار و واقعات اور ان کی یادداشت و معلومات کو ادب کا نام دیا ہے۔

علم ادب کی قسمیں: بنیادی طور پر ادب کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ادب نفسی: یعنی وہ اوصاف و کمالات اور بلند خیالات، جو فطری طور پر انسان کو عطا ہوتے ہیں۔

(۲) ادب کسبی: کسی ماہر اور رمز شناس ادیب سے مستفاد اور حاصل کردہ خوبیوں اور محاسن کا نام ادبِ کسبی ہے۔

ادب کا موضوع: ممتاز ادباء کی تحقیق عمیق کے مطابق ادب، لغات و قوافی، اشتقاق و معانی، صرف و نحو اور انشاء و محاضرات اور بیان وغیرہ پر مشتمل مختلف اصول و فُروع کا مجموعہ ہے۔ اس لئے اس بحرِ ناپیدا کنَار کا کوئی خاص موضوع متعین نہیں کیا جا سکتا ہے۔

شعر کے لغوی معنی: کہنا، تراشنا، بنانا، نظم کرنا۔

اصطلاح میں: انوکھے خیالات اور اثر انگیز مناظر کی ترجمانی کرنے والے، باوزن اور قافیہ دار کلام کو شعر کہتے ہیں۔

اقسامِ شعر: شعر کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) شعر غنائی: یہ شاعر کی فطرت و طبیعت اور اس کے قلبی احساسات و جذبات کی ترجمانی کا نام ہے۔

(۲) شعر قصصی: قصے اور ڈراموں کی شکل میں قومی کارناموں اور جنگی احوال کو نظم کی خوبصورت شکل میں پیش کرنے کا نام شعر قصصی ہے: جیسے شاہنامہ وغیرہ

(۳) شعر تمثیلی: شاعر کو کسی واقعے کو تصور کر کے اس میں نمایاں جوہر دکھلانے والے لوگوں کی حیثیت کے مطابق ان کی شان میں جو کچھ کہتا ہے، وہ شعر تمثیلی کہلاتا ہے۔

شعر کی غرض و غایَت: زندگی کے تمام شعبوں میں پیش آمدہ حالات و واقعات کی دل کش انداز میں ترجمانی کرنا۔۔۔۔۔۔

ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا

(گزشتہ سے پیوستہ)

غلام مصطفےٰ ظہیر امن پوری

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث میں موجود الا نکاح النّاس الیوم کے الفاظ سے ثابت کیا ہے کہ ولی کی اجازت نکاح میں ضروری ہے، کیونکہ جس نکاح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھا ہے، اس کا انداز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہی بیان کیا ہے کہ ولی خود عورت کا نکاح کرے۔

دلیل نمبر ۲ : سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ یہ فرمانِ باری تعالیٰ:

﴿وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ فِىْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِىْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ ﴾(النساء : ۱۲۷) ''اور وہ (بھی فتویٰ دیتا ہے تم کو) ان کی بابت جو پڑھا جاتا ہے تم پر کتاب میں یتیم لڑکیوں کے بارے میں جنہیں تم ان کے مقرر کردہ حق مہر ادا نہیں کرتے اور تم ان سے نکاح کرنے کی رغبت نہیں رکھتے۔''

ایسی یتیم لڑکی کے بارے میں نازل ہوا جو کسی ایسے آدمی کے پاس ہو جس کے مال میں وہ شریک ہو، وہ آدمی اس لڑکی سے نکاح کا زیادہ مستحق ہے، لیکن وہ اس سے نکاح کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتا اور اسے دوسروں سے نکاح کرنے سے بھی روکتا ہے، اس ڈر سے کہ کہیں کوئی اس کے مال میں شریک نہ ہو جائے۔''

(صحیح بخاری : ۱/ ۷۷۰، ح : ۵۱۲۸)

دلیل نمبر ٤ : سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

انّ عمر حین تأیّمت حفصة بنت عمر من ابن حذافة السّهمی و کان من أصحاب النّبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم من أهل بدر توفّی بالمدینة ، فقال عمر : لقیت عثمان بن عفّان ، فعرضت علیه ، فقلت : ان شئت أنکحتک حفصة ، فقال : سأنظر فی أمری ، فلبثت لیالی ، ثمّ لقینی ، فقال : بدا لی أن لّا أتزوّج یومی هذا ، قال عمر : فلقیت أبا بکر ، فقلت : ان شئت أنکحتک حفصة . ''جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے خاوند سیدنا ابنِ حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ جو کہ بدری صحابی تھے، مدینہ میں فوت ہو گئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان کو پیشکش کی، میں نے کہا، اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ کا نکاح آپ سے کر دوں، انہوں نے فرمایا، میں اپنے میں غور و فکر کروں گا (پھر بتاؤں گا)، میں کچھ راتیں ٹھہر گیا، پھر عثمان رضی اللہ عنہ مجھے ملے اور فرمایا، میری سمجھ میں یہ بات آئی ہے کہ میں اس وقت شادی نہ کروں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا، اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ کا نکاح آپ سے کر دوں (آخر ان کا نکاح نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا اور انہیں ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہو گیا)۔''

(صحیح بخاری : ۱/ ۷۷۰، ح : ۵۱۲۹)

ان دونوں حدیثوں سے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں ہے، کیونکہ پہلی حدیث میں نکاح سے روکنے کی نسبت ولی کی طرف کی گئی ہے اور اس بات کو ناجائز قرار دیا گیا ہے، اگر اسلام میں ولی کے پاس عورت کو نکاح سے روکنے کی اتھارٹی ہے ہی نہیں تو اس آیت کے نزول کا کوئی مقصد نہ ہوا، حالانکہ ایسا قطعاً نہیں۔

دوسری حدیث میں بھی واضح ہے کہ باوجود بیوہ ہونے کے سیدہ حفصہ بنتِ عمر رضی اللہ عنہما کے نکاح کا انتظام ان کے ولی یعنی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا، نیز ان شئت أنکحتک حفصة (اگر آپ چاہیں تو میں آپ سے حفصہ کا نکاح کر دوں) کے الفاظ عورت کے نکاح میں ولی کی اجازت کے ضروری ہونے پر صریح ہیں، کیونکہ اگر ولی کو کوئی اختیار نہ ہو تو اس کی طرف نکاح کی نسبت کرنا لغت و عقل دونوں کے خلاف ہے۔

دلیل نمبر ٤ : سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا نکاح الّا بولیّ . ''ولی کے بغیر کوئی نکاح نہیں۔''

(المستدرك للحاکم : ۱۷۳/۲، ح : ۲۷۱۷، وسندهٗ حسن والحدیث صحیح)

اس حدیث کو امام ابن الجارود (۷۰۲)، امام ابن حبان (۴۰۸۳)، امام علی بن المدینی (المستدرک للحاکم: ۱۷۰/۲)، السنن الکبریٰ للبیہقی: ۱۰۸/۷)، امام ذہلی (المستدرک للحاکم: ۱۷۰/۲) اور امام حاکم رحمہم اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: هذا حدیث حسن صحیح . (تخریج احادیث المختصر : ۳۷۱/۲-۳۷۲)

یہ حدیث اس بات پر نص ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

امیر صنعانی فرماتے ہیں: والحدیث دلّ علی انّه لا یصحّ النّکاح الّا بولیّ ، لانّ الأصل فی النّفی نفی الصّحّة لا الکمال .

''یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح صحیح نہیں، کیونکہ نفی میں اصل صحت کی نفی ہوتی ہے نہ کہ کمال کی نفی۔'' (سبل السلام : ۱۱۷/۳)

دلیل نمبر ٥ : سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایّما امرأة نکحت بغیر اذن ولیّها فنکاحها باطل ، فنکاحها باطل ، فنکاحها باطل ، فان دخل بها فلها المهر بما استحلّ من فرجها ، فان اشتجروا فالسّلطان ولیّ من لّا ولیّ له .

''جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرتی ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اگر مرد اس کے ساتھ دخول کر لیتا ہے تو اس عورت کو مرد کی طرف سے شرمگاہ کو حلال کرنے کے عوض حق مہر ملے گا اور اگر ان میں اختلاف ہو جائے تو حاکم وقت اس کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہیں ہے۔'' (مسند اسحاق : ٤٩٩، مسند الامام احمد : ۱٦٥/٦-۱٦٦، مسند الحمیدی : ۲۲۸، مسند الطیالسی (منحة : ۱/ ۳۰٥)، سنن ابی داوٗد : ۲۰۸۳، سنن ابن ماجه : ۱۸۷۹، سنن ترمذی : ۱۱۰۲، السنن الکبریٰ للنسائی : ٥۳۹٤، مسند ابی یعلیٰ : ۲۰۸۳، سنن الدارقطنی : ۲۲۱/۳، السنن الکبریٰ للبیهقی : ۱۰٥/۷، وسندهٗ حسن)

اس حدیث کو امام ترمذی اور حافظ ابن عساکر (معجم الشیوخ: ۲۳۴) رحمہما اللہ نے ''حسن''، جبکہ امام ابن الجارود (۷۰۰)، امام ابوعوانہ (۴۲۵۹)، امام ابن خزیمہ (فتح الباری : ۱۹۱/۹)، امام ابن حبان (۴۰۷۴، ۴۰۷۵)، حافظ بیہقی (السنن الکبریٰ : ۱۰۷/۷)، حافظ ابن الجوزی (التحقیق : ۲۵۵/۲) اور امام حاکم رحمہم اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لیس یصحّ فی هذا شیء الّا حدیث سلیمان بن موسیٰ .

''اس (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ کی حدیث) میں صرف سلیمان بن موسیٰ کی حدیث صحیح ہے۔''

(التاریخ لابن معین بروایة الدوری : ۲ /۲۳٦، الکامل لابن عدی : ۱۱۱٥/۳، السنن الکبریٰ للبیهقی : ۱۰۷/۷)

حافظ ابوموسیٰ المدینی کہتے ہیں: هذا حدیث ثابت مشهور یحتجّ به .

''یہ ثابت شدہ اور مشہور قابلِ حجت حدیث ہے۔'' (اللطائف : ٥٥٦، ٥٨٦، ٦٠٦)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے اس کو ''حسن'' کہا ہے۔ (تخریج احادیث المختصر : ۲۰٥/۲)؟؟؟؟

حافظ بیہقی رحمہ اللہ اس حدیث کے راویوں کے بارے لکھتے ہیں:

وکلّهم ثقة حافظ . ''یہ سب ثقہ حافظ ہیں۔'' (معرفة السنن والآثار : ۲۹/۱۰)

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وهذا حدیث جلیل فی هذا الباب ((لا نکاح الّا بولیّ)) ، وعلی هذا الاعتماد فی ابطال نکاح بغیر ولیّ .

''ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا، اس بارے میں یہ حدیث عظیم الشان ہے اور بغیر ولی کے نکاح کو باطل قرار دینے پر اسی پر اعتماد کیا جاتا ہے۔'' (الکامل لابن عدی : ۱۱۱٥/۳، وفی نسخة : ۲٦٦/۳)

امام ابنِ حبان رحمہ اللہ نے اس حدیث پر باب قائم کیا ہے:

ذکر بطلان النّکاح الّذی نکح بغیر ولیّ . ''ولی کے بغیر کیے گئے نکاح کے باطل ہونے کا بیان۔''

(صحیح ابن حبان :

۳۸۴/۹)

دلیل نمبر ٦ : خلیفۂ راشد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایّما امرأة نکحت بغیر اذن ولیّها فنکاحها باطل ، لا نکاح الّا باذن ولیّ .

''جو عورت بھی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے، اس کا نکاح باطل ہے، ولی کی اجازت کے بغیر کوئی نکاح نہیں۔'' (السنن الکبریٰ للبیهقی : ۱۱۱/۷، وسندهٔ صحیح)

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: هذا اسناد صحیح . ''یہ سند صحیح ہے۔''

دلیل نمبر ۷ : ام المومنین سیدہ زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:

فکانت زینب تفخر علی أزواج النّبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم تقول : زوّجکنّ اهالیکنّ وزوّجنی اللّٰه تعالیٰ من فوق سبع سموت .

''سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات پر فخر کرتے ہوئے کہتی تھیں کہ تمہارا سب کا نکاح تمہارے گھر والوں نے کیا ہے، جبکہ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کے اوپر سے کیا ہے۔'' (صحیح بخاری : ۱۱۰۶/۲، ح : ٦٤٢٠)

دلیل نمبر ۸ : سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا أراد الرّجل أن یزوّج ابنته فلیستأذنها .

''جب کوئی آدمی اپنی بیٹی کی شادی کرنے لگے تو اس سے اجازت طلب کرے۔''

(مسند ابی یعلیٰ : ۷۲۲۹، وسندهٔ صحیح)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: رواه أبو یعلیٰ والطّبرانی ورجاله رجال الصّحیح .

''اس کو امام ابویعلیٰ اور امام طبرانی نے بیان کیا ہے اور اس کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔''

(مجمع الزوائد : ۲۷۹/٤)

اس حدیث میں آدمی کو اپنی بیٹی کا نکاح کرتے وقت اس سے اجازت لینے کا حکم دیا گیا ہے، واضح ہے کہ

نکاح کا اختیار ولی کے پاس ہے، ورنہ اگر عورت اس معاملے میں خودمختار ہوتی تو ولی کیسے اس کا نکاح کرسکتا تھا اور کیوں اس سے اجازت طلب کرتا پھرتا، پھر تو عورت اپنے گھر والوں کو بتاتی کہ میں نے فلاں مرد سے نکاح کرنا ہے، جبکہ حدیث میں ولی کو حکم ہے کہ وہ لڑکی کو اعتماد میں لے۔

دلیل نمبر ۹ : سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الثّیّب أحقّ بنفسها من ولیّها ، والبکر تستأمر ، واذنها سکوتها .

''بیوہ اپنے (نکاح کے) بارے میں اپنے ولی سے بڑھ کر حق رکھتی ہے اور کنواری لڑکی سے اجازت طلب کی جائے گی، اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔'' (صحیح مسلم : ۴۵۵/۱، ح : ۱٤٢١)

ایک روایت میں ہے: لیس للولیّ مع الثّیّب أمر ، والیتیمة تستأمر ، وصمتها اقرارها .

''ولی کو بیوہ کے ساتھ کوئی کام نہیں، کنواری لڑکی سے مشورہ لیا جائے گا، اس کی خاموشی ہی اقرار ہے۔''

امام ابنِ حبان اس حدیث کے مفہوم کو یوں بیان کرتے ہیں:

((الأیّم أحقّ بنفسها)) أراد به أحقّ بنفسها من ولیّها بأن تختار من الأزواج من شاء ت ، فتقول : أرضیٰ فلانا ، ولا أرضیٰ فلانا ، لا أنّ عقد النّکاح الیهن دون الأولیاء .

''بیوہ اپنے نفس کی زیادہ حق دار ہے، اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ وہ خاوندوں میں سے جس کو چاہے پسند کرے، وہ کہے کہ میں فلاں کو پسند کرتی ہوں اور فلاں کو پسند نہیں کرتی، یہ مراد نہیں کہ عقدِ نکاح اولیاء کی بجائے ان کے ہاتھ میں ہے۔'' (صحیح ابن حبان ، تحت حدیث : ٤٠٨٧)

نیز لیس للولی مع الثیب امر کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قوله صلّی اللّٰه علیه وسلّم ((لیس للولیّ مع الثّیّب أمر)) یبیّن لک صحّة ما ذهبنا الیه انّ الرّضا والاختیار الی النّساء والعقد الی الأولیاء ، لنفیه صلّی اللّٰه علیه وسلّم عن الولیّ انفراد الأمر دونها اذا کانت ثیّبا ، لأنّ لها الخیار فی بضعها والرّضا بما یعقد الولیّ علیها .

وقوله صلّی اللّٰه علیه وسلّم : ((الیتیمة تستأمر)) أراد به تسترضیٰ فیمن عزم له علی العقد علیها ، فان صمتت فهو اقرارها ، ثمّ یتربّص بالعقد الی البلوغ ، لأنّها وان صمتت واذنت لیس لها أمر ولا اذن ، اذ الأمر والاذن لا یکون الا للبالغة .

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ بیوہ کے ساتھ ولی کو کوئی کام نہیں، ہمارے اس مذہب کی صحت کو روزِ روشن کی طرح عیاں کرتا ہے کہ مرد کے بارے میں رضا و اختیار تو عورتوں کا حق ہے اور نکاح کرنا اولیاء کا حق ہے، کیونکہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے بیوہ ہونے کی صورت میں ولی کو عورت سے پوچھے بغیر اپنی مرضی سے نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ عورت کو اپنی عصمت میں اختیار اور مرد میں رضامندی ظاہر کرنے کا حق حاصل ہے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ کنواری لڑکی سے مشورہ کیا جائے، اس سے مراد یہ ہے کہ جس مرد سے اس کا نکاح کرنے کا ارادہ ہو، اس کے بارے میں اس کی رضامندی طلب کی جائے، اگر وہ خاموش ہو جائے تو یہ اس کا اقرار ہے، پھر وہ اس لڑکی کے بالغ ہونے تک عقد کا انتظار کرے، کیونکہ اگرچہ اس نے خاموش ہو کر اجازت دے دی ہے، مگر اس نابالغ کے لیے نہ کوئی امر ہے اور نہ اجازت، کیونکہ مشورہ اور اجازت صرف بالغہ کے لیے ہے۔''

امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

وقد احتجّ بعض النّاس فی اجازة النّکاح بغیر ولیّ بهذا الحدیث ، ولیس فی هذا الحدیث ما احتجّوا به ، لأنّه قد روی من غیر وجه عن ابن عباس عن النّبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم قال : لا نکاح الّا بولیّ (سنن ابن ماجه : ۱۸۸۰، وسندهٔ حسن والحدیث صحیح) وهکذا أفتی به ابن عباس بعد النّبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم ، فقال : لا نکاح الّا بولیّ (سنن سعید بن منصور : ۵۵۳، مصنف ابن ابی شیبة : ۱۲۸/۲/٤، وسندهٔ ضعیف) ، وانّما معنیٰ قول النّبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم ((الأیّم أحقّ بنفسها من ولیّها)) عند أکثر أهل العلم أنّ الولیّ لا یزوّجها الّا برضاها وأمرها ، فان زوّجها فالنّکاح مفسوخ علیٰ حدیث خنساء بنت خدام (صحیح بخاری : ۷۷۱/۱، ح : ۵۱۳۸، سنن ترمذی : ۱۱۰۸) حیث زوّجها أبوها وهی ثیّب ، فکرهت ذالک ، فردّ النّبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم نکاحه .

''اس حدیث سے بعض لوگوں نے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کے جواز کی دلیل لی ہے، حالانکہ اس حدیث میں ان کی دلیل موجود نہیں، کیونکہ یہ حدیث کئی سندوں کے ساتھ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ولی کے بغیر کوئی نکاح نہیں (سنن ابن ماجه : ۱۸۸۰، وسندهٔ حسن والحدیث صحیح) ، اسی طرح سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح فتویٰ دیا ہے (سنن سعید بن منصور : ۵۵۳، مصنف ابن ابی شیبة : ۱۲۸/۲/٤، وسندهٔ ضعیف) ، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کہ شوہر دیدہ اپنے ولی سے بڑھ کر اپنے نفس کی حق دار ہوتی ہے، اکثر علمائے کرام کے نزدیک اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ولی اس کا نکاح اس کی رضامندی اور مشورے کے بغیر نہیں کرسکتا، اگر ولی نے اس کا نکاح بغیر اس کی مرضی کے کر دیا تو وہ نکاح فسخ کر دیا جائے گا، جیسا کہ خنساء بنتِ خدام کی حدیث (صحیح بخاری : ۷۷۱/۱، ح : ۵۱۳۸، سنن ترمذی : ۱۱۰۸) ہے کہ ان کے باپ نے ان کا نکاح کر دیا، وہ شوہر دیدہ تھیں، انہوں نے اس نکاح کو پسند نہ کیا تو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ولی کا کیا ہوا نکاح رد کر دیا۔'' (سنن ترمذی ، تحت حدیث: ۱۱۰۸)

علامہ سندھی حنفی لکھتے ہیں: ((الأیّم أحقّ)) هو یقتضی المشارکة ، فیفید أنّ لها حقّا فی نکاحها ولولیّها حقّا ، وحقّها أوکد من حقّه ، فانّها لا تجبر لأجل الولیّ ، وهو یجبر لأجلها ، فان أبی زوّجها القاضی ، فلا ینافی هذا الحدیث حدیث : لا نکاح الّا بولیّ .

''شوہر دیدہ زیادہ حق رکھتی ہے، یہ فرمانِ نبوی مشارکت کا تقاضا کرتا ہے، یہ اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ نکاح میں عورت کا بھی حق ہے اور اس کے ولی کا بھی حق ہے اور اس کا حق زیادہ تاکید والا ہے (شوہر دیدہ) کو ولی کی وجہ سے مجبور نہیں کیا جائے گا، جبکہ اس کے ولی کو اس شوہر دیدہ کی وجہ سے مجبور کیا جائے گا، چنانچہ اگر وہ (ولی) انکار کر دے تو قاضی اس کا ولی بن کر نکاح کر دے گا، پس یہ حدیث لا نکاح الّا بولی کے خلاف نہیں ہے۔'' (حاشیة السندی علی النسائی : ۸٤/٦)

(بقیہ اگلے شمارے میں)

انگلش گرامر

تحریر: ابو عبیدہ جلال الدین القاسمی (لیکچرر، آر ایم پٹیل کالج، دھولیہ)

OUGHT TO کے استعمالات

Ought to کا استعمال درج ذیل جگہوں پر ہوتا ہے:

(1) Ought to پسندیدگی (شرائطِ مطلوب)، اخلاقی فرض (ذمہ داری، فرضِ منصبی)، پابندی (فرائض) کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اسے حال اور ماضی کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ اپنے ساتھ فعل مصدری بطور مفعول لیتا ہے۔

(1) *Ought* is used to express *desirability,moral obligation* and *duties. Ought* is a defective verb. It can indicate present or future time. It takes an *Infinitive* as Object;as,

(a) We *ought* to love our neighbours.
[=*It is our duty to love our neighbours*.]
(b) We *ought* to work hard.
(c) I *ought* to visit my sister tomorrow.
(d) You *ought to* get better marks.
(e) You *ought* to help your poor friends.
(f) He *ought* to be ashamed of his rude behaviour.
(g) Everybody *ought* to love his country.
(h) We *ought* not to walk on the grass.
(i) We *ought* not to abuse a beggar.
(j) We *ought* not to make a noise in the class.
(k) *Ought* we to go there?yes ,I think you *ought* (to).
(l) I told her that she *ought* to do it,so she did it.

(۲) Ought to have کو past participle کے ساتھ فرائضِ ماضی، جس کی تکمیل نہ ہو پائی ہو یا جسے عملی جامہ پہنایا نہ جا سکا ہو، کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

(2) *Ought to have* with a Past Participle is used to indicate a *Past obligation* that was not fulfilled or carried out.

(a) You *ought to have* helped her(but *you did not*).
(b) He *ought to have* been more careful.(*He was not careful enough.*)
(c) He *ought to have* obeyed her husband.(*It was her duty to obey her husband.*)
(d) He *ought to have* worked hard.
(e) I *ought to have* visited my sister yesterday.

(۳) Ought not to have کو ماضی میں ہوئی کسی چیز پر ناپسندیدگی کے اظہار کے لئے ہوتا ہے۔

(3) *Ought not to have* is used to indicate *disapproval of something that was in the past*.

(a) You *ought not to have* laughed at her mistakes.
(b) She ought not to have treated her husband like that.

خوشخبری

ابو عبیدہ جلال الدین قاسمی (لیکچرر آر ایم پٹیل کالج، دھولیہ) کے ذریعے مہاراشٹر نصاب کی گیارھویں جماعت کی انگریزی کی کتاب "یووک بھارتی" کا بہترین اردو ترجمہ چھپ کر اساتذہ اور طلبہ کے ہاتھوں میں پہنچ چکا ہے الحمدللہ۔ اب انگریزی گرامر کو معاونِ حافظہ اور اشعار کی شکل میں یاد رکھنے کی نایاب تراکیب سے معمور انگریزی گرامر کی کتاب 'Getting Along In English' اور بارھویں جماعت کی انگریزی کتاب "یووک بھارتی" کا اُردو ترجمہ بھی ان شاءاللہ جلد منظرِ عام پر آنے والا ہے۔ اس سال کے جونئر کالج کے طلباء کے لئے "Shortcut To Success" نامی ایک کتابچے کی بھی تالیف کی گئی ہے جس میں تحریری استعداد و مہارت (Writing Skill) اور اہم قوائدِ زبان (Grammar) سے متعلق انتہائی اختصار کے ساتھ اہم نکات اور منظم ہیئت و ترتیب بندی (format) بنا کر واضح کر دئے گئے ہیں جسے کم وقت میں طلباء انتہائی آسانی کے ساتھ یاد کر کے، بیان کردہ طریق کار کے مطابق پرچے میں لکھ کر کُل نمبرات (45 مارکس) حاصل کر سکتے ہیں۔ جن حضرات کو مندرجہ بالا کتابیں مطلوب ہوں وہ اخبار ابصار کے پتے پر ہم سے رابطہ کریں۔ یا دیے گئے نمبرات پر کال یا وھاٹس اپ کریں۔ 9145146672/8657323649

ماھنامہ ابصار انعامی مقابلہ نمبر ۱

Absaar Monthly Quiz Contest No. 1

پہلا انعام: سو روپے نقد، ایک عدد کتاب گیارھویں جماعت کی یووک بھارتی کا اردو ترجمہ، ایک عدد خوبصورت پین، ماہنامہ ابصار ایک سال کے لئے مفت

دوسرا انعام: پچاس روپے نقد، ایک عدد کتاب گیارھویں جماعت کی یووک بھارتی کا اردو ترجمہ، ایک عدد خوبصورت پین، ماہنامہ ابصار ایک سال کے لئے مفت

تیسرا انعام: ایک عدد کتاب گیارھویں جماعت کی یووک بھارتی کا اردو ترجمہ، ایک عدد خوبصورت پین، ماہنامہ ابصار ایک سال کے لئے مفت

چوتھا انعام: ایک عدد خوبصورت پین، ماہنامہ ابصار ایک سال کے لئے مفت

سوالات

(۱) مچھر کے منہ میں ـــــــ دانت، سر میں ـــــــ آنکھیں اور ـــــــ دِل ہوتے ہیں۔
(الف) اڑتالیس، سو، تین (ب) تین، سو، اڑتالیس (ج) بتیس، دو، ایک

(۲) مچھر انسان کے خون کی بو کو ـــــــــــ کلو میٹر کی دوری سے سونگھ لیتا ہے۔
(الف) بیس (ب) ساٹھ (ج) بتیس

(۳) مکھی کا دل ایک منٹ میں ـــــــــــ بار دھڑکتا ہے۔
(الف) ۷۲ (ب) ۱۰۰ (ج) ۱۰۰۰

(۴) ایک مکھی کی عُمر اوسطاً ـــــــــــ دن ہوتی ہے۔
(الف) ۱۴ (ب) ۱۵ (ج) ۱۶

(۵) سلیمانؑ کے واقعہ میں مندرجہ ذیل میں سے کس مخلوق کا ذِکر آیا ہے؟
(الف) مکھی (ب) چیونٹی (ج) مکڑی

(۶) جنسی عَمَل کے بعد ـــــــ مکڑی ـــــــــ مکڑی کو اپنا لقمہ بنا لیتی ہے۔
(الف) نَر، مادہ (ب) نَر، چھوٹی (ج) مادہ، نَر

(۷) وہ کونسا جانور ہے جسے Beast of Burden کہا جاتا ہے؟
(الف) گدھا (ب) بیل (ج) اونٹ

(۸) کوّا تقریباً ـــــــــــ قسم کی آوازیں نکالتا ہے۔
(الف) ۳۰ (ب) ۲۳ (ج) ۴۰

(۹) مملکتِ سبا کی دریافت کس پرندے نے کی؟
(الف) اَبابیل (ب) شاہین (ج) ہُدہُد

(۱۰) شہد کی کارکُن مکھی (شغّالات) کا کام کیا ہوتا ہے؟
(الف) شَہد جمع کرنا (ب) انڈہ دینا (ج) رانی شہد کی مکھی سے مُقاربَت کرنا

نوٹ: تمام سوالات کے جوابات اخبار ابصار کے پچھلے شماروں سے حاصِل کئے جا سکتے ہیں۔ درج بالا سوالات کے نمبر لکھ کر صرف اور صرف جوابات پوسٹ کارڈ پر ٹو کَن کے ساتھ اپنا پورا نام، پتہ، موبائل نمبر لکھ کر پیر سے سنیچر کے دن صبح ۹ بجے سے دوپہر ۱ بجے کے درمیان اپنے حَل دی نالج پری پرائمری انگلش میڈیم اسکول، نزد این سی پی آفس، مشاوَرت چوک (مالیگاؤں) میں آکر جمع کروائیں۔ چار مکمل درست جوابات پر قرعہ اندازی کے ذریعے انعامات دئے جائیں گے۔ اپنے جوابات ہمیں ۱۵، اگست تک روانہ کریں، اس کے بعد آنے والے جوابات قبول نہیں کئے جائیں گے۔ انعامات کا اعلان اگلے شُمارے میں کیا جائے گا۔

اخبار ابصار یہاں سے خریدئے

(۱) محمدی بُک ڈِپو، مالیگاؤں گرلس ہائی اسکول
(۲) عطاء بُک ڈپو، نزد سُلیمانی مسجد
(۳) عبداللہ بُک ڈپو، نزد نیا پورہ فائر اسٹیشن
(۴) سٹی بُک ڈپو، محمد علی روڈ
(۵) اطفال بُک ڈپو، محمد علی روڈ
(۶) ناز بُک ڈپو، سَلام چاچا روڈ، نیا اسلام پورہ
(۷) گولڈن جنرل اسٹورس، کُنمبا روڈ، نزد زینت میڈیکل
(۸) القَلَم اسٹیشنری، نور باغ

شمالی کوریانے اپنے نئے بین البر اعظمی بیلسٹک میزائل تجربے کو امریکا کے لیے خطرہ قرار دیا ہے۔

غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق شمالی کوریانے تین ہفتے قبل دوسرے بین البر اعظمی میزائل کا تجربہ کیا جسے کم جانگ نے امریکا کے لیے ایک وارننگ قرار دیا ہے۔

شمالی کوریا کے مقامی میڈیانے نے تجربے کی تصدیق کرتے ہوئے کہا ہے کہ بین البر اعظمی میزائل صرف ۴۷ منٹ تک فضا میں رہا اور ۲۳۰۰ میل کی بلندی پر پہنچا۔

شمالی کوریا کے سربراہ کم جانگ کا تجربے پر کہنا تھا کہ میزائل کا تجربہ اس بات کا ثبوت ہے کہ پورا امریکا ہمارے میزائل کے نشانے پر ہے۔

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے شمالی کوریا کے تجربے کو اس کی حکومت کی خطرناک کارروائی قرار دیا ہے۔

جب کہ چین کی جانب سے بھی شمالی کوریا کے میزائل تجربے کی مذمت کی گئی ہے۔

ممبئی میں کثیر المنزلہ عمارت گرنے کے باعث ہلاکتوں کی تعداد ۱۷ ہو گئی

ممبئی میں سدھی سائی کو آپریٹنگ ہاؤسنگ سوسائٹی کی کثیر المنزلہ عمارت گر گئی تھی جس میں ہلاکتوں کی تعداد ۱۷ ہو گئی جس کے بعد پولیس نے رہائشیوں کی درخواست پر عمارت گرنے کا سبب بننے والے شیو سینا کے رکن سنیل شیتپ کو گرفتار کرلیا۔ رہائشیوں کے مطابق عمارت کا گراؤنڈ فلور شیو سینا کے رہنما سنیل شیتپ کے پاس تھا جہاں اس نے نرسنگ ہوم کھولا ہوا تھا جب کہ چند روز سے وہاں تزین و آرائش کا کام جاری تھا، مکینوں کے مطابق عمارت کی بنیادیں کمزور تھیں اور تزین و آرائش کے کام کی وجہ سے عمارت گر گئی۔ دوسری جانب پولیس نے سنیل شیتپ کو حراست میں لیتے ہوئے تین مختلف دفعات کے تحت مقدمہ درج کرلیا جب کہ منہدم عمارت میں سے زخمی حالت میں نکالے جانے والے ۲۸ میں ۱۷ افراد دم توڑ گئے اور اب بھی جائے وقوعہ پر ریسکیو آپریشن جاری ہے۔

THE KNOWLEDGE PRE-PRIMARY ENGLISH MEDIUM SCHOOL

دی نالج پری پرائمری انگلش میڈیم اسکول

The ABSAAR Monthly Printed, Published and owned by Jalaluddin Mutiullah Quasmi, Printed at SHARP OFFSET PRESS at Kusumba Road, Malegaon(NASHIK) 423203 & Published at S. NO. 65/3,Plot No.2 , Nishat Nagar, Ayesha Nagar Road, Malegaon(NASHIK) 423203 Editor : Jalaluddin Mutiullah Quasmi EMAIL : absaar.urdu@gmail.com